✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت صداقت مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

(تقریر نمبر 6)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَالَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ، وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الجمعہ:3-4)

یعنی وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

سامعین کرام! حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار پر مشتمل جو قطعہ مَیں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھا ہے، اُس کا دوسرا مصرع "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا" خاکسار کی گزارشات کا موضوعِ سخن ہے اور آج مَیں اِس عنوان کے نام سے اپنی چھٹی تقریر میں کوشش کروں گا کہ قرونِ اُولیٰ کے صحابہؓ کی عبادات کا اُخروی دَور کے صحابہ ومؤمنین کی عبادات کا موازنہ کروں۔

اِس مصرع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ اِس زمانہ میں جو شخص حضرت مسیح موعود و مہدی موعود کی بیعت کرے گا۔ آپ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اُس کا شمار صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہو گا۔ یعنی اُن کی مشابہت قرونِ اولیٰ کے بزرگ صحابہؓ کے ساتھ ہو گی۔ سورۃ جمعہ کی آیتِ کریمہ جو ابھی خاکسار نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بعثتِ ثانیہ کی پیشگوئی کی گئی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے وجود میں پوری ہوئی۔ صحیح بخاری میں ذکر ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جو ہم میں سے ہیں لیکن ابھی ہم سے نہیں ملے؟ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریّا ستارے پر بھی چلا گیا تو ایک عظیم فرد یا بہت سے افراد اُس گمشدہ ایمان کو ثریّا سے واپس لا کر لوگوں کے دلوں میں قائم کریں گے۔ گویا کہ آنے والے موعود مسیح و مہدی کے ساتھیوں سے متعلق یہ بشارت تھی کہ وہ وَآخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ کے مصداق بننے والے ہیں۔

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے اس مصرع کی تشریح بیان فرمائی کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جسمانی طور پر صحابہ سے مل سکتا ہے کیونکہ یہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اگر اپنے اعمال اس قدر پاک وصاف کرے تو وہ صحابہ کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ صحابی کے معنی ایسے شخص کے ہیں جس کا دل

خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو، ایمان اور اخلاص سے پُر ہو اور اپنے مذہب کے لیے ہر طرح کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہو۔ پس صحابی بننے کے لیے جسمانی طور پر قربت کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے آقا کے نقش کو دل پر قبول کیا جائے۔ پس صحابی بننے کے لیے لازمی ہے کہ اپنے آقا کی سچائی پر پختہ ایمان اور اس کی تعلیم کے مطابق عمل کیا جائے۔

سامعین! اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کی سیرت و سوانح پر نظر ڈالیں تو صحابہ رسولؐ کے واقعات سے ملتے جلتے کئی واقعات ہمیں اُن کی زندگیوں میں بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ آج خاکسار جن چند واقعات کا تذکرہ کرے گا ان کا تعلق عبادات سے ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ (السجدہ:17)

اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (جبکہ) وہ اپنے ربّ کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب میرے پاس آئے، میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا، تو گویا من وجہٍ آپ نے صحابہ کرام کے ہمدوش ہونے کا دعویٰ کر دیا.... اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ، تو گھبراؤ نہیں۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ (الفاتحہ:6) کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپ نے ان کے لیے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو، تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر فضل کرے گا اور اُس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔ خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 28 ایڈیشن 1988ء)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے، آپ کی نمازوں کی کیفیت یہ تھی کہ اتنا لمبا قیام فرماتے کہ پاؤں متورّم ہو جاتے اور آپ کو اس کا احساس اور پرواہ نہ ہوتی۔ سجدہ میں اس قدر گریہ وزاری کرتے جیسے ہنڈیا سے اُبلنے کی آواز آتی ہو۔ بعض روایات میں چکی کے چلنے جیسی آواز کا ذکر ملتا ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب البکاء فی الصلوٰۃ)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی لکڑی نصب ہے یعنی بالکل بھی حرکت نہیں ہوتی تھی۔ آپؓ سے کسی نے کہا کہ جب آپ سجدہ کرتے ہیں تو اس قدر لمبا اور بے حرکت تھا کہ چڑیا آکر کمر پر بیٹھ جائے۔ بعض اوقات رکوع اتنا لمبا فرماتے کہ پوری رات رکوع میں گزر جاتی۔ بعض اوقات سجدہ اتنا لمبا کرتے کہ پوری رات گزر جاتی۔

حضرت عتبان بن مالک ایک صحابی تھے۔ جو نابینا تھے۔ اُن کا مکان قباء کے قریب تھا۔ مسجد اور ان کے مکان کے درمیان ایک وادی تھی۔ بارش ہوتی تو اس میں پانی بھر جاتا تھا مگر باوجود اس کے وہ مسجد میں باقاعدہ حاضر ہوتے اور نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

نماز باجماعت کے لیے صحابہ سخت سے سخت تکلیف بھی بخوشی برداشت کرتے تھے۔ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نہایت ضروری کام پیش آگیا۔ صحابہ کرام عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کے انتظار میں صبر کے ساتھ مسجد میں بیٹھے رہے۔ کئی بیٹھے بیٹھے سو گئے پھر جاگے، پھر سوئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر اٹھے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

ایک صحابی کا مکان مسجد سے بہت دور تھا مگر بایں ہمہ وہ کوئی نماز قضا نہ ہونے دیتے تھے اور باقاعدہ مسجد میں آکر ادا کرتے تھے۔ ایک صحابی نے ان سے کہا کہ کاش! آپ سواری کے لیے گدھا خرید لیں تا دھوپ اور اندھیرے میں آنے جانے میں تکلیف نہ ہو۔ مگر انہوں نے کہا کہ میرا آنا جانا بھی نیکی ہے۔ اس لیے اس سے محروم نہیں ہونا چاہتا۔

کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو اپنی راتیں عبادت خداوندی میں گزار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو براہ راست حاصل کرنے والے بنے اور راتوں کو اٹھ کر وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اور اس کی رحمتوں کو حاصل کرنے کے لئے پکارتے تھے۔

سامعین! آئیں! اب ذرا وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مصداق بننے والے صحابہ کے واقعات کا جائزہ لیتے ہیں۔ حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارکانِ دین میں سب سے زیادہ زور نماز پر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ نمازیں سنوار کر پڑھا کرو۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 126)

اِس معیار کو سب سے عمدگی اور بلندی سے حاصل کرنے والے خود حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ آپؑ کی ابتدائی زندگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کی دلچسپیوں کا واحد محور اور مرکز نماز اور مسجد تھی۔ اگر خدا تعالیٰ آپؑ کو اس گوشہ گمنامی سے نکال کر توحید کا پرچم بلند کرنے کا حکم نہ دیتا تو آپؑ اسی طرح ساری عمر گزار دیتے۔ دعویٰ ماموریت کے بعد تو آپؑ نے قیام نماز اور عبودیتِ الٰہی کے ایسے نمونے دکھائے جو رہتی دنیا تک مشعل راہ رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے استغراق، توکل علیٰ اللہ اور حضورِ قلب کا یہ عالَم تھا کہ جب تک مولائے حقیقی کے آستانہ پر جی بھر کر الحاح وزاری نہ کر لیتے اس کے دربار سے واپسی کا خیال تک نہ لاتے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں: مَیں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور مَیں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی مگر مَیں نماز میں تھا۔ فریقِ ثانی پیش ہو گیا اور اس نے یک طرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا۔ مگر عدالت نے پروانہ کی اور مقدّمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ مَیں جب نماز سے فارغ ہو کر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہو۔ مگر جب مَیں حاضر ہوا اور مَیں نے کہا کہ مَیں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا۔ مَیں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں۔

(حیات احمد صفحہ 74)

عدالت سے غیر حاضری کے باوجود آپ کے حق میں فیصلہ ہو جانا ایک بھاری الٰہی نشان تھا جو آپؑ کے کمال درجہ انقطاع و ابتہال کے نتیجہ میں نمودار ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ نمازوں میں آپ کے خشوع وخضوع و گریہ وزاری کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

تہجّد کے وقت حضورؑ ایسی آہستگی اور خاموشی سے اٹھتے کہ مجھے خبر نہ ہوتی۔ لیکن گاہے گاہے جب آپؑ کی آواز خشوع و خضوع کے سبب سے بے اختیار بلند ہوتی، مجھے خبر ہو جاتی اور مَیں شرمندہ ہو کر اٹھتا... سجدہ کو بہت لمبا کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اِس گریہ و زاری میں آپؑ پگھل کر بہہ جائیں گے۔

(اصحاب احمد جلد 18 صفحہ 74)

حضورؑ نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا بہت تکرار کرتے تھے اور سجدہ میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ کا بہت تکرار کرتے۔ بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے۔

(الفضل 3 جنوری 1931ء)

پیارے بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہ صرف صحابہؓ بلکہ آج کے دَور میں حضرت مسیح موعود علیہ کی جماعت کے لوگوں کی زندگیوں پر اگر نظر ڈالیں تو اُن میں بھی قیام عبادت، توجہ الی اللہ اور اقامتِ صلوٰۃ کی بے شمار نہایت روشن اور درخشندہ مثالیں ملتی ہیں۔ ان کی باجماعت نمازوں کا التزام و اہتمام اور ان میں سوز و گداز غیر معمولی ہے۔

ایک دفعہ مسجدِ اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو شدید ضعف ہو گیا۔ آپؓ بیٹھ گئے، ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ چلنے کی قوت نہ رہی، چارپائی پر اٹھا کر لائے۔ مگر راستے میں جب مسجدِ مبارک کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ مجھے گھر نہ لے جاؤ مسجد میں لے جاؤ۔ بمشکل تمام مسجد کی چھت پر پہنچ کر نماز پڑھی اور باوجود تکلیف کے نمازِ مغرب کے بعد ایک رکوع کا درس دیا۔ پھر چارپائی پر اٹھا کر گھر تک لائے گئے۔ آپؓ کا آخری عمل بھی نماز تھا۔ 13 مارچ 1914ء کی دوپہر 2 بجکر 20 منٹ کے قریب عین حالت نماز میں اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت مصلح موعودؓ فرماتی ہیں:

"حضرت مصلح موعودؓ باجماعت نماز تو مختصر پڑھاتے تھے لیکن علیحدگی میں جب آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے تو آپ کو عبادت الٰہی میں اتنا انہماک ہوتا تھا کہ پاس بیٹھنے والا محسوس کرتا تھا کہ یہ شخص اس دنیا میں نہیں ہے۔ مَیں نے آپؓ کو اس طرح روتے، کہ پاس بیٹھنے والا آواز سنے، بہت کم دیکھا ہے لیکن آنکھوں سے رواں آنسو ہمیشہ نماز پڑھتے میں دیکھے۔ چہرہ کے جذبات سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گویا اپنی جان اور اپنا دل ہتھیلی پر رکھے اللہ تعالیٰ کی نذر کر رہے ہیں۔ نماز باجماعت کا اتنا خیال تھا کہ جب بیمار ہوتے اور مسجد نہ جاسکتے تو گھر ہی میں اپنے ساتھ عموماً مجھے کھڑا کر لیا کرتے اور جماعت سے نماز پڑھا دیتے تاکہ نماز باجماعت کی ادائیگی ہو جائے۔

حضرت اماں جانؓ بہت خشوع و خضوع سے، بہت سنوار کر نمازیں ادا کرنے والی، بہت دعائیں کرنے والی، آپ کو کسی حالت میں بھی جلدی جلدی نماز پڑھتے نہیں دیکھا گیا۔ تہجد اور اشراق بھی جب تک طاقت رہی، باقاعدہ ادا فرماتی رہیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے متعلق صاحبزادی فوزیہ شمیم صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

"مَیں نے آپ کو بچپن سے قریب سے دیکھا ہے آپ گھنٹوں عبادت میں گزارتیں۔ دوپہر کو کھانے سے پہلے نماز ظہر کی نماز علیحدہ کمرہ میں ادا کرتیں اور بہت لمبا وقت دعاؤں میں لگاتیں۔ مغرب کی نماز کا تو رنگ ہی اور تھا۔ مغرب کے بعد نوافل عشاء تک جاری رہتے اور اس قاعدہ میں مَیں نے کبھی فرق نہیں دیکھا۔ اتنی عبادت کے بعد بعض اوقات آپ کو ضعف کی شکایت ہو جاتی۔"

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ قیام میں سورۂ فاتحہ کے الفاظ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ اِس الحاح وزاری کے ساتھ تواتر سے دہراتے تھے کہ قطعاً تھکن محسوس نہیں فرماتے۔

سامعین! حضرت میاں محمد دین صاحبؓ 313 اصحاب میں تیسرے نمبر پر ہیں۔ آپ بچپن میں پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کا اہتمام کرتے تھے مگر پھر اپنے ماحول کے زیر اثر تارک صلوٰۃ ہوگئے اور دہریت کا شکار ہوتے گئے۔ تقدیر الٰہی کے تابع آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "براہین احمدیہ" پڑھنے کی توفیق ملی اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پڑھ کر دہریت کے سارے زنگ اُتر گئے۔ اُسی وقت کپڑے دھوئے اور گیلے کپڑے پہن کر ہی نماز پڑھنی شروع کی۔ محویت کے عالَم میں ایک طویل نماز پڑھی۔ فرماتے ہیں یہ نماز "براہین" نے پڑھائی اور بعد ازاں آج تک کوئی نماز مَیں نے نہیں چھوڑی۔

حضرت میاں عبدالرحیم صاحبؓ بیعت کے بعد فرصت کے دنوں میں فجر کی نماز کے لئے قادیان پہنچ جاتے اور دن بھر قادیان میں نمازیں ادا کرتے اور حضور کے کلمات طیبات سنتے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گاؤں کو روانہ ہو جاتے۔

حضرت میاں جان محمد صاحبؓ رات کو جتنی بار بھی بیدار ہوتے اٹھ کر وضو کر کے نفل شروع کر دیتے پھر سو جاتے۔ پھر بیدار ہوتے تو نفل پڑھتے۔ گھٹنوں میں تکلیف کے باوجود چل کر مسجد جاتے اور دوسروں کو نماز کی بہت تلقین کرتے۔ جب آپؓ قریب المرگ تھے تو رات نماز کا وقت ہونے پر آپؓ نے تیمم کیا اور نماز شروع کر دی لیکن پڑھتے پڑھتے بیہوش ہوگئے۔ اس طرح قریباً 10 یا 15 دفعہ پوچھا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ پھر نماز شروع کرتے اور بیہوش ہو جاتے۔

(الفضل ربوہ 5-6 اگست 2004)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں۔ مَیں جب مسجد مبارک میں جا کر نماز ادا کرتا ہوں تو نماز میں وہ حلاوت اور خشیت اللہ دل میں پیدا ہوتی ہے کہ دل محبتِ الٰہی سے سرشار ہو جاتا ہے۔ مگر میرے دوستو! جب اس نورِ الٰہی کے دیکھنے سے آنکھیں محروم رہتی ہیں تو مجھے کرب بے چین کر دیتا ہے اور وہ صحبت یاد آکر دل درد سے بھی پُر ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ! اُس نورِ الٰہی کو دیکھ کر دل کی تمام تکلیفیں دور ہو جاتی تھیں اور حضرت اقدس کے پاک اور منور چہرے کو دیکھ کر نہ کوئی غم ہی رہتا ہے اور نہ کسی کا گلہ شکوہ ہی رہتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب ہم جنت میں ہیں اور آپ کو دیکھ کر ہماری آنکھیں اُکتاتی نہ تھیں۔ ایسا پاک اور منور رُخِ مبارک تھا کہ ہم نوجوان پانچوں نمازیں ایسے شوق سے پڑھتے تھے کہ ایک نماز کو پڑھ کر دوسری نماز کی تیاری میں لگ جاتے تھے تاکہ آپ کے بائیں پہلو میں ہمیں جگہ مل جاوے اور ہم نوجوانوں میں یہی کشمکش رہتی تھی کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی جگہ نصیب ہو اور آپ کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ اللہ اللہ! وہ کیسا مبارک اور پاک وجود تھا جس کی صحبت نے ہمیں مخلوق سے مستغنی کر دیا اور ایسا صبر دے دیا کہ غیروں کی محبت سے ہمیں نجات دلا دی اور ہمیں مولیٰ ہی کا آستانہ دکھا دیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 82-83 و 89)

حضرت منشی محمد افضل صاحبؓ مدیر البدر نے کچھ اس طرح رقم کیا:

ایک بجے کا وقت تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے چند ایک موجود خدام کو ارشاد فرمایا کہ نماز پڑھ لی جاوے۔ سب نے وضو کیا۔ نماز کے لئے چٹائیاں بچھیں۔ حاضرین منتظر تھے کہ حسب دستور سابقہ حضور کسی حواری کو امامت کے لئے ارشاد فرماویں گے کہ اسی اثناء میں آگے بڑھے اور اقامت کہے جانے کے بعد آپ نے نماز ظہر اور عصر قصر اور جمع کر کے پڑھائیں۔ حضور کو امام اور خود کو مقتدی پا کر حاضرین کے دل باغ باغ تھے۔ ان مقتدیوں میں کئی ایسے احباب تھے۔ جن کی ایک عرصہ سے آرزو تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نماز میں خود امام ہوں اور ہم مقتدی۔ ان کی امید آج بھر آئی اور مجھ پر بھی یہ راز کھلا کہ امامِ نماز کی جس قدر توجہ الٰی اللہ زیادہ ہوتی ہے اُسی قدر جذب قلوب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چونکہ خدا کے فضل سے اُس مبارک نماز میں مَیں خود بھی شریک تھا۔ اِس لئے دیکھا گیا کہ بے اختیار دلوں پر عاجزی اور فروتنی اور حقیقی عجز و انکسار غالب آتا جاتا تھا اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف کھچا جاتا تھا اور اندر سے ایک آواز آتی تھی کہ دعا مانگو۔ قلب رقیق ہو کر پانی کی طرح بہہ بہہ جاتا تھا اور اس پانی کو آنکھوں کے سوا کوئی راستہ نکلنے کا نہ ملتا تھا اور اس مبارک وقت کے ہاتھ آنے پر شکریہ الٰہی میں دل ہرگز گوارا نہ کرتا تھا کہ سجدہ سے سر اُٹھایا جاوے۔ غرضیکہ عجیب کیفیت تھی اور ایک متقی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے سے جو جو بخششیں اور رحمت از روئے حدیث شریف مقتدیوں کے شامل حال ہوتی ہیں۔ ان کا ثبوت دست بدست مل رہا تھا۔

(البدر 24 جولائی 1904ء)

سامعین! حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دورانِ تعلیم پیش آنے والا ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے۔ آپؓ حضرت صوفی شیخ مولا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف لاہور (جو کہ 313 صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے) کے بڑے صاحبزادے تھے۔ بی اے کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپؓ کو مزید تعلیم کے سلسلہ میں گھر سے ایک پرائیویٹ ہوسٹل میں منتقل ہونا پڑا۔ اس ہوسٹل میں مختلف کالجوں کے اور طلباء بھی رہا کرتے تھے۔ آپؓ نے چندہ اکٹھا کر کے ہوسٹل کے عین صحن میں ایک چبوترہ بنایا جس نے بعد ازاں مسجد کا رنگ اختیار کر لیا۔ آپؓ نے اپنے ہاتھ سے فرش لگایا، پانی کا مٹکا لا کر رکھا، لوٹے رکھے اور صفیں بچھا کر پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی کا انتظام کیا۔ آپؓ اذان خود دیتے اور غیر احمدی اصحاب کو بھی تاکید کرتے کہ وہ بھی نماز ادا کیا کریں۔ کئی طلباء نے قرآنِ کریم کا ترجمہ بھی پڑھنا شروع کر دیا تھا۔

حضرت حاجی احمد جی صاحبؓ آف داتہ ضلع ہزارہ جنہوں نے 1902ء میں بیعت کی اور آپؓ کو حضورؑ نے اپنے 313 اصحاب میں شامل فرمایا۔ جب آپؓ حضورؑ سے اجازت لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے تو وہاں چیدہ چیدہ لوگوں کو سارا حال سنایا اور اپنی احمدیت کی اطلاع دی۔ چنانچہ چند بڑے زمیندار بھی احمدی ہو گئے۔ لیکن آپؓ کی مخالفت بھی شروع ہو گئی۔ لوگ آپؓ کو مسجد میں حالتِ سجدہ میں دیکھتے تو کوڑا کرکٹ پھینک دیتے۔ گاؤں کی مسجد کی تعمیر کا نصف خرچ آپؓ نے اٹھایا تھا جبکہ باقی نصف سارے گاؤں نے مل کر دیا تھا۔ لیکن آپؓ کو اتنا تنگ کیا گیا کہ آپؓ کو اپنے لیے اپنے گھر کے اوپر لکڑی کی ایک مسجد بنوانی پڑی۔ لیکن شرپسندوں نے اس کو بھی آگ لگانے کی کوشش کی۔ تاہم خدا تعالیٰ کی قدرت تھی کہ مسجد بالکل محفوظ رہی جبکہ ساتھ والا ایک گھر جل کر خاکستر ہو گیا۔

(ماہنامہ النور امریکہ اکتوبر نومبر 2010ء)

حضرت بھائی عبد الرحیم صاحبؓ سابق جگت سنگھ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 صحابہ میں شامل تھے۔ عبادت نہایت خشوع و خضوع اور حضور قلب سے کرتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ اس دنیا میں نہیں ہیں۔ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ شرح صدر سے حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت سے سکھ رہتے ہوئے سلسلہ بیعت میں منسلک ہو گیا۔ پھر نماز سیکھی اور پڑھنی شروع کر دی۔ رمضان میں روزے رکھنے بھی شروع کر دیئے تو فوج میں سکھوں کو اشتعال آ گیا اور انہوں نے اتنا مجبور کیا کہ 8 مارچ 1895ء کو ملازمت سے استعفیٰ دے کر مستقل قادیان چلا آیا۔ استعفیٰ سے روکتے ہوئے ہیرا سنگھ نے کہا تھا کہ دولت کو ٹھوکر نہ مارو ورنہ تین سال کے بعد تم نہ مانگتے پھرو تو مجھے کہنا اور جو چاہے کہنا۔ چنانچہ جب فوج سے ملنے والی رقم ختم ہو گئی اور مجھے ہیرا سنگھ کے الفاظ یاد آئے تو مجھے شدید قلق پیدا ہوا اور پریشانی میں مَیں نے وضو کر کے ظہر سے پہلے کی سنّتوں میں خوب رو رو کر دعا کی تو قدرتِ حق نے محض اپنے ہی فضل سے نماز ظہر کے بعد دو روپے ماہوار کا مجھے ٹیوٹر مقرر کروا دیا۔

(بدر قادیان درویش نمبر 2011ء)

سامعین! سیرالیون میں بو جماعت میں ایک بہت ہی بزرگ اور مخلص احمدی پا روجز مرحوم ہوا کرتے تھے۔ چونکہ سیرالیون میں مسلسل چھ ماہ بارشیں ہوتی ہیں مگر یہ بزرگ باوجود ادھیڑ عمری کے باقاعدہ چھتری لیے ہر نماز پر مسجد آیا کرتے تھے۔ یہی کیفیت وہاں کے پامانا اور پا ابراہیم جالو کی ہوا کرتی تھی اور شدید بارش میں ان کے آنے اور بلند آواز سے السلام علیکم کہنے سے مشن ہاؤس میں اندازہ ہو جاتا تھا کہ نمازی آگئے ہیں۔

لاہور کے ایک دوست مکرم محمد اکرم صاحب تھے جو نمازوں میں ذرا سست تھے جب توجہ دلائی تو ایسے نمازوں کی طرف راغب ہوئے کہ پھر اپنے کاروبار اور ملازمت کی بھی ذرہ برابر پرواہ نہ کی اور 10 مئی 2010ء کے واقعہ میں دارالذکر لاہور میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

اسی طرح خاکسار کے والدِ محترم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم بھی عبادت کے راستے میں حائل تمام روکوں کو عبور کر کے نماز باجماعت کے قیام کے لیے بہت سعی فرماتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں بھی بیہوشی کے عالم میں بھی نماز ترک نہ کی۔ آخری دنوں میں جب آپ بول نہ سکتے تھے تو ایک دفعہ نماز ادا کر رہے تھے کہ ہم میں سے ایک بھائی نے بار بار آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تو پیشانی پر بل ڈال کر سخت بُرا منایا کہ مَیں نماز ادا کر رہا ہوں اور تم مجھے اپنی طرف بلا کر پریشان کر رہے ہو۔

اپنے اِنہی متبعین کے حق میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔

"بہتیرے اُن میں سے ایسے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔"

(ایّام الصلح)

سامعین! ہمارے پیارے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"اب جبکہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کیا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کریں، اپنے اندر قربانی کی روح پیدا کریں اور اسلام کو پھیلانے کے لیے انتہائی کوشش کریں تاکہ روحانی طور پر صحابہ سے مل سکیں اور اس طرح ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعثت کے مقاصد کو پورا کر سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں تمام احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی صحابہ میں شامل ہوں۔"

(مجلس شوریٰ برطانیہ 2023ء سے خطاب)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کا رنگ اپنانے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)